Registered L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

روس کی خبر ہے کہ تفلس واقعہ روس کی ایک امریکن سمنری سے دو بہے گھوڑے ایک کاسک مقام پر چھوڑے گئے جن سے چار آدمی زخمی اور ایک درشکا زخمی ہوا۔ یہ گھر محصور کر لیا گیا تھا اور بم گھوڑے سے اڑا یا گیا تھا اور بم کے گولوں کے ایک میگزین کو آگ لگا دی گئی تھی جس سے ۳۲ آدمی ہلاک اور تین سو زخمی ہوئے اسی طرح ایک اور بم کا گولہ پھینکا گیا جس سے ایک گھر اڑ گیا اور آٹھ آدمی ہلاک ہوئے۔ **پیرس** کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ فرنچ بنک نے روس کو ۲۶۹ ملین فرنک ۵ فیصدی سود پر قرضہ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ **تا حال** ۵۰ ممبرس اور ۱۲ پولینٹ انتخاب کئے گئے ہیں۔ **پیرس** میں گورنمنٹ مشتہر کرتی ہے کہ مراکو کانفرنس دو ماہ تک منعقد ہوتی رہے گی۔ **کاکیشیا** کے تاتاری اور ارمنی لوگ ایک دوسرے کے دیہات جلاتے اور عورتوں کو قتل کرتے اور پیادہ پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ **فرانس** اور ونیزویلا کے درمیان سے ڈپلومیٹک تعلقات قطع ہو گئے ہیں۔ **کوریا** کے ایک جوان نے کوریا کے وزیر جنگ پر حملہ کیا جو سینٹ پیٹرز برگ کی سیر کر رہا تھا اور اُس کو گیارہ زخم لگائے۔ **میجر** ہنکا ولی کے ساتھ سینٹ میکائیل اور سینٹ جارج سو گیم بیر بلوے پر ملکہ کام کریگے **ڈیلی ٹیلیگراف** کا کارسپانڈنٹ ٹوکیو سے خبر دیتا ہے کہ چین اور جاپان کے درمیان جو ایک خفیہ عہدنامہ ہو گیا ہے اس سے منچوریہ کی ریلوے میں غیر ممالک کی مزاحمت بند کر دی گئی ہے۔ **ایم فلیس** صاحب فرنچ سینٹ کے پریزیڈنٹ از سر نو انتخاب ہو گئے ہیں **شہزادہ** آرتھر آف کناٹ معہ اپنے ہمرکابوں کے جاپان کو روانہ ہو گئے ہیں۔ شہزادہ صاحب موصوف نے تین اعزازی خطابات وہاں کے تین نامی آدمیوں کو دئیے ہیں ان میں سے ایک مارشل اویاما کے تھے ہے۔ ایک اڈمیرل ٹوگو کے اور ایک مارکوئیس یاماگاٹا کے لئے ہے **مینی پولس** واقعہ امریکہ کے ایک ہوٹل میں گیارہ آدمی قتل اور بہت سے مجروح ہوئے منچوریہ کا امریکن قنصل مسٹر ڈوڈسن اگرچہ بچ گیا تو بھی سخت حالت میں ہے۔ **وسکاونٹ** ہایشی مارچ کے آخر میں رخصت پر جاپان جانے والے ہیں۔ **تجارت** اور دستکاری کی کونسل کے ممبر مسٹر جے پی ہیوٹ طبی سند کے ذریعہ سے چھ ماہ کی رخصت پر گھر کو واپس جائیگے۔ **ہفتہ** مختتمہ ۹ ماہ حال میں ۲۴۲۸ اموات پلیگ سے وارد ہوئیں صوبجات متحدہ میں ۱۱۹۴ - بنگال میں ۱۰۷۳ - احاطہ بمبئی میں ۲۰۹۰ - پنجاب میں ۵۶۳ - صوبجات متوسط میں ۲۰۲۸ - اور برما میں ۱۱۲ - **پندرھویں** ہسٹارس جو پرنس آف ویلز کی ہمرکابی میں ہے چو سالوں سے کلکتہ میں مقیم ہے ایک جنگی ٹورنامنٹ ہو رہا ہے۔ ناظرین سے اس میں داخل ہونے کے لئے تھوڑی سی فیس لیجاتی ہے۔ اسمیں تماشہ دیکھنے والوں کا ایسا جمگھٹا تھا کہ چار ہزار روپیہ فیس کی وصول ہوئی۔ **تاشی لامہ** معہ کپتان اکونور کے کلکتہ سے روانہ ہو گئے ہیں لکھا جاتا ہے کہ تاشی لامہ بدھ مذہب کے اُن تبرکات کو جو اُس نے ہند میں ملاحظہ کئے ہیں دیکھکر نہایت متاثر ہوا۔ اس نے فوجی اور دیگر نمائشوں کو بغائرہ تصور کیا۔ **وسوی** آس اور شنا میں ایک آتش فشانی وقوع میں آرہی ہے لاوا بڑے زور شور سے نکل رہا ہے۔ **۱۰ تاریخ** کو دمی اینا میں ایک ہلکا سا جھٹکا زلزلہ کا محسوس ہوا۔ **الگیسراس** میں مراکو کانفرنس کے ڈیلیگیٹ فراہم ہو رہے ہیں۔ تاوقتیکہ بحث ظاہر ہو تشی ای ڈیوٹی تحریک جاری ہوگی۔

ریاست چمن جو شملہ کی پہاڑیوں میں واقع ہے اُس کے سردار ٹھاکر بشن چند صاحب فوت ہو گئے۔ **ماہ** دسمبر میں پنجاب کے درمیان ۲۲۳۴ اموات میں سے ۱۱۹۱ اموات پلیگ سے ہوئیں **مہاراجہ** پٹیالہ میں کسولی کے پاسٹیور انسٹیٹیوٹ میں جہانتک وہ لوگ گذشتہ ماہ مارچ میں زیر علاج رہ چکے ہیں ایک ہزار روپیہ عطیہ دیا ہے۔ **عبد العزیز** خان لوگاری جو فرار ہوکر مدت تک پشاور میں رہ چکے ہیں اور جو سابق میں امیر کابل کے وقائع نگار تھے حال ہی میں کابل کو واپس بلائے گئے ہیں۔ اور امیر صاحب کے اہل دربار میں سے ایک ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بھائی اور دیگر خاندان کے لوگ لوگاری میں رہینگے۔ **ویسلین** مشنری سوسائٹی کی کمیٹی نے فرلو کے بارے میں نیا قانون بنایا ہے اس کے مطابق ڈبلیو ایم ایس کے مشنریوں کو بجائے ہر اس سال کے ہر آٹھ سال بعد رخصت دیجایا کریگی۔ اور ساتھ ہی اس کے فرلو میں بھی چھ ماہ کی کمی کی گئی ہے۔ **ہندوستانی** مسیحیوں میں کیرتن یعنی گیت گانے کی خدمت روز بروز بڑھتی جاتی ہے چنانچہ ۷ جنوری اتوار کے روز جیات مقدس پولس پروٹسٹنٹ چرچ بائیکولا واقعہ بمبئی میں مسٹر ڈنگرلو دھیوار سا کین ناسک نے اس تقریب پر ایک گانے والی پارٹی کو مدعو کیا۔ اسمیں قریب ۳۰۰ اشخاص حاضر تھے سمان نہایت مسرت بخش تھا۔ **گذشتہ** سال برطانیہ کی درآمد مال ۵۶۵ ملین پونڈ تک پہنچ گئی تھی یعنی اس سے ماقبل سال کی نسبت ۱۳۴ ملین اضافہ ہوا اور برآمد ۳۳۸ ملین تک بڑھ گئی۔ اسمیں ۹ ملین کا اضافہ ہوا۔ **مرادآباد میں** مسلمانوں کی طرف سے ایک اور مدرسہ حفظ القرآن و تعلیم خانہ جاری ہوا ہے۔ جس میں سنی تعلیم اور دیگر مذہبی فرائض کی تعلیم ہوا کریگی۔ **لودیانہ** فصلیں نازک حالت میں ہیں اور غلہ دن بدن گھٹتا جاتا ہے۔ بارش کی سخت ضرورت ہے وہ

ایڈیٹوریل نوٹس

پرسبٹیرین کلیسیائے ہند کی جنرل اسمبلی کا دوسرا بڑا سالانہ کارروائی کا پہلا جلسہ شہر ناگپور صوبجات متوسط میں ۱۹ سے ۲۴ دسمبر تک فراہم ہوتا رہا۔ ڈاکٹر کے۔ سی۔ چیٹرجی صاحب موڈریٹر نے لیعیاہ۔ باب ۶۰ اور ۲۱ پر ایک پر تاثیر وعظ سنایا اور عبادت کے بعد اجلاس شروع ہوا۔ سٹیٹڈ کلارک پادری جے۔ اے۔ گریہم صاحب۔ ڈبی۔ ڈی نے مختلف پرسبٹیریوں کے ایلچیوں کے نام پکار کے فہرست شرکا تیار کی۔ پہلے دن ۴۴ حاضر تھے۔ موڈریٹر کے لئے چار صاحبان کے نام پیش ہوئے۔ اور کثرت رائے سے بذریعہ قرعہ اندازی سیالکوٹ پنجاب کے پادری جے۔ ڈبلیو ینگسن صاحب نئے موڈریٹر منتخب ہوئے۔ ڈاکٹر وبری اور ڈاکٹر زیز کیمبل صاحبان انکو موڈریٹر کا چوغہ پہنا کے لائے اور انکو کرسی نشین کیا۔ رائے قرار پائی کہ سٹیٹڈ کلارک کی امداد کے لئے کوئی ہندوستانی کلرک عارضی طور پر مقرر کیا جائے تاکہ ہندوستانی بھائی اس کام کو سیکھ جائیں۔ بکثرت رائے سے پونا کے پادری ملہار صاحب ٹھہری کلرک مقرر ہوئے۔ بعد ازاں کارروائی کو ترتیب دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہوئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

شام کو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں جو ایک خوشنما عمارت ہے اور وہاں کی وائی۔ ایم سی اے کام کی ترقی کی ایک مضبوط شہادت ہے ناگپور کے مشنری و دیسی بھائیوں کی طرف سے ایک سوشل میٹنگ منعقد ہوئی جسمیں سب نے ایک دوسرے سے ملاقات کی اور باہمی شناخت سے مسرور ہوئے

دوسرے دن اتوار کو ہنسا پور گرجے میں پادری ڈاکٹر کیکن اور پادری ملہار صاحبان نے مرہٹی زبان میں عبادت کرائی گرجا خوب بھرا ہوا تھا۔ یہاں کی کلیسیا بالکل سلف سپورٹ ہے۔ یہہ کلیسیا اپنے لائق فائق پاسبان مسٹر تھیمبا کو پچاسی روپیہ ماہوار تنخواہ دیتی ہے اور ایک مددگار پاسٹر کو بھی اپنی ہی طرف سے تنخواہ دیتی ہے اور دیگر کل اخراجات کی خود متحمل ہوتی ہے۔ عبادت میں مرہٹی گیت بڑی خوشنما الحانی اور سرور کے ساتھ گائے گئے جن سے حاضرین کے دل باغ باغ ہو گئے۔ عبادت کے بعد وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں ایک میٹنگ ہوئی جسمیں نیویارک کے پادری ڈاکٹر ایچ۔ اے جانسٹن صاحب نے جوانوں سے کلام کیا۔ علاوہ ازیں چند مشنری صاحبان کی علیحدہ دعائیہ میٹنگ ہوئی اور دوپہر کو بوقت عشاء ربانی کی رسم ادا ہوئی۔ ناگپور کے پادری دہتن صاحب نے اس وقت نہایت موزوں اور مناسب موقع وعظ کیا۔ سہ پہر کو تامل زبان میں عبادت ہوئی اور پادری ککفینڈنی صاحب کے بنگلہ پر ہندوستانی میں عبادت ہوئی۔

چراغ جلے پبلک ہال میں ایک جلسہ عام ہوا جس کے واعظ نیویارک کے ڈاکٹر ایچ۔ اے جانسٹن صاحب تھے انہوں نے اپنے وعظ میں یوحنا کی انجیل کے آخری باب کی گفتگو کی ایک نئی تفسیر پیش کی۔ اگرچہ سامعین کے سامنے یہہ نئی تفسیر ہو مگر دراصل پرانی ہے۔ کیونکہ یہہ تفسیر آرچ بشپ ٹرنچ صاحب کی ملاکلس آف کرائسٹ کی چودھویں ایڈیشن ۱۸۹۰ء میں پائی جاتی ہے۔ ایڈیٹر۔ اور اصلی زبان کے الفاظ سے ثابت کیا کہ مسیح کے تینوں سوال جو اُس نے پطرس سے کئے اور جو ظاہرا ایک ہی معلوم ہوتے ہیں مختلف تھے۔ اِس کا وعظ سبھوں کے لئے بہت تازگی بخش ہوا۔

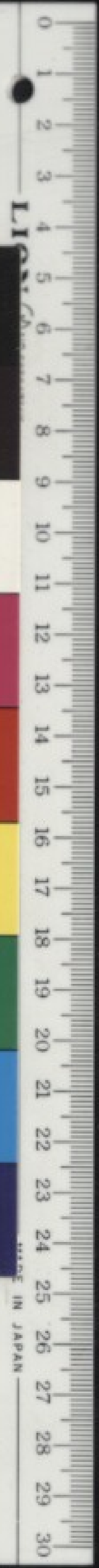
سوموار کے دن آٹھ بجے صبح اسمبلی کا دوسرا جلسہ شروع ہوا۔ اور ساڑھے آٹھ بجے کارروائی شروع ہوئی۔ ناگپور اور کوہلاپور پرسبٹیریوں کیطرف سے ایک سے زیادہ بیویاں والوں کو بپتسمہ دینے اور انکی کلیسیائی شرکت کی نسبت سوال پڑھے گئے حالات کے مختلف مقامات میں متفرق ہونے کی وجہ سے اس سوال پر بحث ایک سال کے لئے ملتوی رہی اور سہ پہر کے جلسہ میں یہہ قرار پایا کہ یہی سوال بحث اور تحقیقات اور زیادہ روشنی کے لئے ہند کی کل پرسبٹیرین کلیسیاؤں کی پرسبٹیریوں کے درمیان روانہ کیا جاوے اور آیندہ اسمبلی میں پھر یہی سوال پیش کیا جاوے مگر ساتھ ہی ایسے یہہ فیصلہ ہوا کہ اس وقت تک ایسے اشخاص کو بپتسمہ نہ دیا جاوے اور ۱۲ اشخاص کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی جو اس معاملہ کی نسبت اپنی اپنی مختلف جگہوں کے سمجھدار لوگوں اور دیگر کلیسیاؤں اور مشنری سوسائٹیوں کی رائے حاصل کرے اور جتنی روشنی جسطرح ہو سکے اسمبلی کے آیندہ جلسہ میں پیش کرے۔

لنڈن بائبل سوسائٹی کے پادری ٹامپکر صاحب کو موقع دیا گیا کہ وہ اِس سوسائٹی کی نسبت کچھ بیان کریں اور انہوں نے بائبل کے لئے زیادہ آزادی اور اُس کے ترجموں کے لئے جو وقتاً فوقتاً پیش کئے جاتے ہیں زیادہ جانبداری کے لئے سفارش کی۔ انکا کلام موثر تھا اور اسمبلی نے شکرگذاری کا رزولیوشن درج روئیداد کیا۔

الہ آباد پرسبٹیرین کیطرف سے یہہ سوال پیش ہوا کہ وہ ایلڈر جو پرسبٹیرین کیطرف سے کسی دوسری کلیسیا کے سشن کا ممبر مقرر ہوتا ہے وہ کیا حقوق رکھتا ہے۔ بعد غور و بحث کے رائے قرار پائی کہ اس کے حقوق وہی ہیں جو اس کلیسیا کے منتخب شدہ ایلڈر کے ہوتے ہیں۔

شام کے وقت پھر ایک عام جلسہ فراہم ہوا جسمیں پرنسپل اے۔ ایچ۔ یوائنگ۔ ڈاکٹر ایچ۔ ڈی گریسولڈ۔ اور نیویارک کے ڈاکٹر اے۔ ایچ۔ جانسٹن صاحبان متکلم تھے۔ ڈاکٹر چیٹرجی صاحب نے دعا کی اور ہر سہ صاحبان نے ریوائیول کے مضمون پر بیان کیا۔ ڈاکٹر جانسٹن صاحب نے ریوائیول کی نسبت دو خاص باتوں پر زور دیا۔ اوّل وقت صرف کرنا بعض اوقات پانچ چھ یا زیادہ مہینوں تک اُس کے لئے خاص دعا کرنا دوم ایمان کے کرہ ہوائیہ کا ہونا جسمیں روح کام کر سکے۔ انجیل سے نظیریں پیش کر کے اس بات کو انہوں نے بڑی فصاحت اور تاثیر کے ساتھ ثابت کیا۔

(باقی آیندہ نمبر میں)



بُدھ کا طریق النجات

بدھ مذہب میں نجات اور طریق النجات دیگر مذاہب کی نجات و طریق النجات سے بالکل متفرق ہے۔ ہندو اور مسلمان مذاہب کے مطابق انسان کا دکھ سے چھوٹ کر سکھ میں داخل ہونا نجات ہے۔ محمدیوں کے مطابق نجات کا دار و مدار نیک اعمال اور محمد صاحب کی شفاعت ہے اور ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق نیک کرموں کے ذریعہ نجات ملتی ہے۔ اس میں کسی اوتار کی شفاعت کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آریاؤں کے عقیدے کے مطابق تو ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ نجات ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ دکھ سکھ اپنے کرموں کے مطابق ہوتا ہے اور یہہ کرم ازلی اور ابدی ہیں۔ نجات میعادی ہے جسکے یہہ معنے ہو سکتے ہیں کہ ایک میعاد تک دکھ اور ایک میعاد تک سکھ اور یہی سلسلہ برابر جاری رہا ہے اور جاری رہیگا۔ یہہ کل سلسلہ مسئلہ آواگون میں شامل ہے۔ مسیحی مذہب کے مطابق گناہ اور گناہ کے کل نتائج سے مسیح کے کفارہ کے ذریعہ ایمان کے وسیلہ رہا ہو کر ہمیشہ کے سکھ میں داخل ہونا نجات ہے۔ ہمنے یہہ تعریفات مجملاً اور بلا کسی دقیق تفریق کے عموماً کی ہے۔ مگر بدھ مت کے مطابق انسان کا اپنی جسمانی خواہشوں کو بذریعہ مراقبہ فتح کر کے نروان حاصل کرنا ہے۔ لفظ نروان کے معنی ہیں معدومیت یا خواہش کا بالکل معدوم ہو جانا۔ کہتے ہیں کہ بدھ نے اپنی زندگی ہی میں اس لفظ کو یوں استعمال کیا تھا "میں بہت سے جنموں میں سے گذر چکا ہوں اور اپنے خیمہ کے تعمیر کرنیوالے کی تلاش ہمیشہ بیفائدہ کرتا رہا۔ بار بار کا آواگون دکھ دایک ہے۔ مگر اے تعمیر کرنے والے تو تو اب مل گیا ہے۔ اب تو میرے لئے ہرگز دوسرا گھر نہ بنانا۔ تیرے ڈھانچے توڑ دیئے گئے ہیں۔ تیرے منڈھیکے بانس بکھیر دیئے گئے ہیں۔ میرا من نروان کو پہنچ گیا ہے۔ میں نے خواہش کی معدومیت حاصل کر لی ہے" اس اقتباس سے نروان کے معنی بخوبی واضح ہوتے جاتے ہیں۔ اس کے معنی ہستی کا معدوم ہونا نہیں ہے اور نہ ہی موت کے بعد کسی قسم کی تمیز یا امتیاز کا نہونا۔ بلکہ موت ہی سے پہلے خواہش کا معدوم ہو جانا ہے۔ یعنی یہہ اُس گنہگار خود غرضی کا معدوم ہو جانا ہے جو نئی ہستی کی خواہش کرتی ہے۔ یہہ انسانی روح کی وہ حالت نہیں ہے جسمیں وہ موت کے وقت داخل ہوتی ہے بلکہ وہ حالت ہے جسمیں وہ اسی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے۔ یعنی نجات انسان کو اسی زندگی میں ملجاتی ہے نہ کہ آیندہ زندگی میں یہاں کسی قسم کی آیندہ زندگی سے خواہ وہ دکھ کی ہو خواہ سکھ کی ہو قطعاً انکار ہے۔ کیونکہ مطابق اقتباس مذکورہ بالا کے "بار بار کا آواگون دکھ دایک ہے" اور اس کا یہہ مطلب ہے کہ ایک وقت زندگی میں ضرور آجانا چاہئے جبسے کہ انسان آواگون سے بالکل آزاد ہو جائے۔ اس صورت سے بدھ ایک ابدی نجات کا منکر تھا۔ اور اپنی قسم اور خاصیت میں مسیحی ابدی نجات سے بالکل متفرق ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بدھ کے نزدیک نجات کا تصور دیگر مذاہب کے نجات کے تصور سے بالکل متفرق تھا۔ ہر ایک مذاہب کسی نہ کسی صورت میں موت کے بعد سکھ کا متلاشی ہے مگر بدھ مذہب آیندہ ہستی کا انکار کر کے ہر قسم کے آیندہ دکھ سکھ سے انکاری ہے۔

مسیحیوں کے لئے چند بنیادی اصول

کسی جوان کی بابت سب سے اول اور بنیادی سوال جو لازم آتا ہے وہ اُس کی روحانی زندگی کی بابت ہونا چاہئے جس قدر کسی شخص کی روحانی زندگی زیادہ تر عمیق اور مضبوط ہوتی ہے۔ اُسی قدر اُس کے تمام کاموں اور سوسائٹی کے رشتوں میں قوت اور کامیابی ہوتی ہے۔ لیکن اگر اسمیں روحانی زندگی کی کمی ہے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس اول شے جو مسیحی جوان میں مطلوب ہے یہہ ہے کہ اسکی روحانی حالت کیا ہے۔ روحانی زندگی کی استواری اور سنجیدگی کے لئے ذیل کے اصول مدنظر رکھنے اور انپر مداومت کرنے چاہئیں۔ (۱) کلام الہٰی کا روزمرہ مطالعہ۔ (۲) لگاتار سنجیدہ اور دلی پُر دعا کرنا (۳) مسیح کے پیرووں کے ساتھ محبت اور موانست رکھنی (۴) مسیح کی بادشاہت میں خدمت کرنی۔ یہہ اصول مسیحی زندگی کی جان اور نشو و نما کے ظاہری علامات ہیں۔

مسیح کی انجیل اور فلاسفی

مسیح کی انجیل سے بڑھکر کوئی شے انسان کی ضروریات مہیا کرنیکے لئے مناسب اور افضل ترین شے نہیں ہے۔ فلاسفی تعلیم۔ اخلاق اور دیگر علوم سب کے سب اُس سے ادنٰی درجہ پر اور محض دنیاوی طور پر اور محدود تعداد اور حالات ہی میں مفید ہوتی ہیں لیکن مسیح کی انجیل ہر درجہ اور عمر اور قوم کے آدمیوں کے لئے ہر حالت میں مفید اور مناسب ہے۔ فلاسفی سے اشیا کی صرف وضاحت تشریح اور تقسیم ہی ہو سکتی ہے۔ اس سے انسان کو شفا یا صحت نہیں مل سکتی۔ فلاسفی مثل اس طبیب کے ہے جو امراض کی شناخت کر سکتا ہے مگر اس کا علاج اس کے پاس نہیں ہے۔ مگر مسیح کی انجیل نہ صرف انسان کی روحانی مرض ہی کو طشت از بام کر دیتی ہے۔ بلکہ اس کا ایک عالمگیر اور تیر بہدف نسخہ بھی بتلاتی ہے۔ تعلیم برگشتہ انسان میں جو نقص ہے صرف اُسکو منکشف اور ظاہر کر دیتی ہے مگر انجیل انسان کے دل اور طبیعت کو از سر نو قائم کرتی ہے اور اسکو مسیح کی طبیعت کی ہموری کی اعلیٰ منزل تک پہنچا دیتی ہے۔ تعلیم انسان کو صرف انسانیت کی سطح تک پہنچاتی ہے مگر انجیل دلوں تک پہنچ جاتی ہے کیونکہ یہہ ہر ایک کی نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ انجیل اخلاقیت سے بھی بہتر ہے۔ اخلاقیت قانون کی ہمشکل بننے کا نام ہے۔ اور جب یہہ کمالیت کو پہنچتی ہے تو خدا کے مقررہ مدار پر مثل ستارے کے گردش کرتی ہے۔ مگر انسان نے قانون کو توڑ دیا ہے اور وہ ستارہ اپنے مدار سے ہٹ گیا ہے۔ اخلاقیت اسکو پھر اُسکے اصلی مدار پر لا کر بحالت سابقہ بحال نہیں کر سکتی۔ مگر انجیل ہی کا یہہ خاص کام ہے کہ وہ انسان کو خدا کے پاس از سر نو واپس لے آتی ہے۔ خدا اور انسان کو متحد کر دیتی ہے۔ اور اُسکو آسمانی راہ میں چلاتی اور اس سفر میں اسکی ہر طرح حفاظت کرتی ہے۔ انجیل نہ صرف فلاسفی تعلیم اور اخلاقیت ہی پر فوقیت

رکھتی ہے بلکہ محبت الناس سے بھی افضل ہے۔ محبت الناس سے مراد ہے انسان کو باین نظر کہ وہ انسان ہے اور انسان کی خاطر پیار کرنا ہے۔ مگر مسیحیت سے مراد انسان کو خدا کی خاطر اور خدا کو انسان میں پیار کرنا ہے۔ اول الذکر سے انسان کی صرف اپنی جسمانی بہتری ہی متصور ہے لیکن مؤخر الذکر حقیقت انسان کی حالت کو نہ صرف اسی جہان ہی میں بہتر بناتی ہے بلکہ اسکو آسمان تک بلکہ خدا تک پہنچا دیتی ہے ؛

مُرَاسلاتْ

نمبر (۱۹)

(۲) اس کی تاثیر تمہارے بچوں پر بھی عمدہ ہوتی ہے۔

یہہ بڑی بات ہے کہ بچہ اپنے بچپن کے زمانہ کے ساتھ ایک خوشنما اور پائدار مکان کو بھی یاد کر سکتا ہے اگر وہ مکان انکی پیدایش کی جگہ ہو تو وہ اسکو زیادہ اچھی طرح سے یاد رکھتا ہے ساحل نیو انگلینڈ پر ایک ملاح کے لڑکے سے پوچھا گیا کہ تم کہاں پیدا ہوئے تھے اُس نے جواب دیا کہ کل ساحل پر اسی طرح پر ایک خانہ بدوش خادم الدین کے بیٹے نے جواب دیا کہ کل سلطنت انڈیا میں پیدا ہوا ہوں اگرچہ یہہ جواب اس کے حق میں درست تھا تاہم وہ غالباً اس کے بھائیوں اور بہنوں کے حق میں ایک خاندان میں ہونیکی وجہ سے درست تھا ؛

خادم الدین کی زندگی میں ایک مشکل یہہ ہے کہ وہ اس دنیا میں زندگی بھر کے لئے کوئی اپنا خاص مکان نہیں رکھہ سکتا بہت سے خادم الدینوں کے بچے یہہ بات نہیں کہہ سکتے ہیں جو میرے باپ کے بچے کہہ سکتے ہیں ؛

(۱) مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے وہ گھر جہاں میں پیدا ہوا تھا
وہ چھوٹی کھڑکی جہاں سے کہ آفتاب صبح کو جھانکتا ہوا اندر آتا تھا
وہ مجھے یاد ہیں مجھے یاد ہیں وہ گھنے اور بلند صنوبر کے درخت
میں خیال کرتا تھا کہ انکی پتلی چوٹیاں آسمان سے لگی ہوئی ہیں ؛

میرے والد چالیس برس تک ایک ہی مقام پر وعظ کرتے رہے اور اب اپنی ضعیفی کے وقت بھی وہ اسی مکان میں رہتے ہیں جسے انہوں نے تینتیس ۳۳ برس پیشتر بنوایا تھا سڑک کے پار ٹھیک مقابل میں ایک اور مکان ہے جو انہوں نے اس سے بھی پیشتر بنوایا تھا وہی میری پیدائش کی جگہ ہے کبھی کبھی جا کر اپنے پرانے گھر کو دیکھنا میرے لئے ایک بڑی بات ہو وہ میرا اپنا گھر ہے۔ ان الفاظ سے کیسا بڑا مطلب نکلتا ہے وہ کئی سالوں کی سخت محنت اور کفایت شعاری کے باعث خریدا گیا نہ اس روپے سے جو سات بچوں کی پرورش کے اخراجات سے بچ سکا بلکہ پاس کی چند بیگہ زمین کی پیداوار سے ؛

یہہ ایک پرانا مربع مکان ہے اور اسمیں خدامت کے آثار نمودار ہیں تم اُس کو خوش وضع مکان نہ کہو گے لیکن ہمارے نزدیک تو وہ سنگ مرمر کے عالیشان مکانوں اور شاہی محلوں سے بڑھکر تھا کیونکہ وہ ہمارے بچپن کا گھر تھا اور اگرچہ ہم اب اضلاع متحدہ میں ہر چہار طرف پھیلے ہوئے ہیں تاہم ہمارا پرانا گھر ہمیں روز یاد آتا ہے اور اس کی شفقتانہ خدمات کے سبب جواب اپنے آسمانی وطن کو کوچ کر گئی ہے اور اس کی خاطر جو اب تک اپنے پرانے مکان میں مقیم ہے اور اپنے بچوں کو جب کبھی ڈاک گاڑی انہیں مغربی کنارے پر لاتی ہے خیر مقدم کہتا ہے۔ یہہ مکان زیادہ عزیز ہے اور ہمیشہ تک رہیگا اس دروازے نے کتنی غمناک جدائیاں اور خوش وقت ملاقاتیں دیکھی ہیں ؛

اب کیا تم خیال کرتے ہو کہ بچوں کے دلوں پر اس مستقل مکان میں جسے وہ یاد کر سکتے ہیں کچھ تاثیر نہ ہوگی ؟ جیسا جلد ہو سکے ایک مکان خرید۔ جہاں تک ہو سکے اُسے اسباب سے خوب سجا اور جتنی دیر تک ہو سکے اسے اپنے پاس رکھو ؛

۲ - یہہ کیونکر حاصل ہو۔

تم کہتے ہو کہ صلاح تو اچھی ہے لیکن اسپر عمل درآمد کیونکر کیا جاوے اس باب کا خاص مقصد یہی ہے کہ اس سوال کا جواب دیا جاوے کہ ہم اسے کیونکر حاصل کریں ہر ایک خاندان کو اپنے ہی گھر کی ضرورت ہے اور بہت سے خاندان ایسے گھر رکھہ سکتے ہیں تاہم مجھے دولت حاصل کرنے یا گھر کے مالک بننے کی کوئی راہ معلوم نہیں ہے میں کوئی قاعدہ یا اشارہ نہیں دے سکتا ہوں کہ جس سے جفاکشی صبر استقلال اور کفایت شعاری کی خالص نیکیوں پر عمل کرنیکی ضرورت گھٹائی جا سکے میں تمہیں صلاح دیتا ہوں کہ اپنے گھروں کی بنیاد نہیں چٹانوں پر رکھو اور زندگی کا بہت فضول خرچی دولت بڑھانیکی جھوٹی امید قرعہ اندازی جوئے بازی یا قسم کی بددیانتی کی ریت پر ہمارے پاس کوئی تدبیر ایسی نہیں کہ جس سے بغیر محنت کے گھر بن جائے اور نہ میں ایسی ملکیت پر دلچسپی ظاہر کرتا ہوں جو ایک سال کے اندر گمی ہو جائیگی ؛

اس سوال کے جواب میں کہ ہم اسکو کیونکر حاصل کریں میری پہلی صلاح یہہ ہے کہ

(۱) یہی تمہارا مقصد ہو

ہم کسی بات کو پورا نہیں کر سکتے اگر اس کے کرنے کے لئے ہم قصد نہ کریں اس بات کو مدنظر رکھو کہ تمہیں یہہ کام کرنا ضرور ہے اپنے خاندان کو اس کے فائدے سمجھاؤ اور اسی خیال کا جوش پیدا کراؤ تاکہ خاندان کا تکیہ کلام یہی ہو کہ "میرا اپنا گھر" نفیس پوشاک لذیذ کھانے خانگی لڑائیاں سفر اور مجلسی خوشیاں جنمیں روپے کا خرچ ہے یہہ سارے عیش و عشرت کے سامان موقوف رہیں جبتک کہ اپنا مکان نہ بن جاوے جو خود ہی ایسا ضروری اور آرام و آسایش کا دینے والا ہے یہہ فرض شوہر کا جورو کی طرف اور والدین کا بچوں کی طرف ہے جوان کو چاہئے کہ گھر کو اگرچہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو حاصل کرنے کے لئے سخت محنت کرے تاکہ جب شادی کرے تو اپنی دلہن کو بجائے کسی کرایہ کے گھر میں لیجانے کے اپنے ہی گھر میں لیجا کر رکھے ؛

کالج کو چھوڑنے کے کچھ عرصہ بعد میں نے اپنے

ایک ہم جماعت سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری شادی ہوگئی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں! ابھی میرا گھر تیار نہیں ہے۔

میری دانست میں محرر کے تعلیم یہ بہتر ہوگا کہ شادی کی اجازت ملنے سے پیشتر اس سے دریافت کرلیا جاوے کہ آیا اُس نے اپنا گھر تیار کرلیا ہے کہ نہیں یا کم از کم اتنا تو دریافت ہوجانا چاہئے کہ آیا وہ اپنی جورو کی پرورش کرسکتا ہے یا نہیں

کئی برس گذرے میں ایک جوان محنتی شخص سے واقف تھا جس نے اپنی کمائی میں سے بہت کچھ جمع کیا تھا اس کو ایک تندرست محنتی جوان عورت ملی جسکی نسبت اُس نے خیال کیا کہ وہ اُس کے لئے اچھی جورو ہوگی وہ اُس کے پاس گیا اور صاف صاف کہا۔

کیا تم میرے ساتھ شادی کروگی؟ میرے پاس ایک جوڑا بیل کئی ایک گائیں ایک قطعہ زمین کا ایک چھوٹی سی جھونپڑی ہے اور۔ اور۔ اور میں تمکو پیار بھی کرتا ہوں وہ غالباً پچھلی بات سنکر خوش ہوگئی لیکن اور باتیں بھی قابل لحاظ تھیں اُن کا بیاہ ہوگیا کئی سال تک سخت محنت کرتے رہے اب وہ اپنے پیارے بچوں کے ساتھ خوش حال ہیں اور سواری کے لئے ایک گاڑی بھی رکھتے ہیں۔

اِس جوان کے حق میں جو اپنی ذاتی کوششوں سے تعلیم حاصل کررہا ہے یہ بہتر ہوگا کہ اُسے بغیر قرض میں پڑنے کے حاصل کرے اُس کے لئے روپیہ جمع کرنا ممکن ہے وہ اِس شے کو حاصل کررہا ہے جو اُس کی آیندہ زندگی کے لئے ایک محفوظ خزانہ ہے۔ لیکن اِس جوان کو جو روزانہ یا ماہوار مزدوری کے لئے کام کرتا ہے یا کوئی پیشہ سیکھتا ہو چاہئے کہ اِس کے پاس پچیس ۲۵ برس کی عمر سے پیشتر ایک اچھی خاصی رقم جمع ہوجاوے۔ فرض کرو کہ اُس نے اٹھارہ برس کی عمر میں اچھے تمام مدرسہ کی تعلیم حاصل کرلی ہے تب اسے چاہیے کہ سات برس تک کم سے کم سو ۱۰۰ ڈالر سالانہ جمع کرے۔ اگر یہ رقم ہوشیاری سے کسی مفید کام میں یا سود پر لگائی جاوے تو پچیس ۲۵ برس کی عمر میں اُس کے پاس آٹھ سو یا نو سو یا ایک ہزار ڈالر ہوجائینگے جو ایک خاصہ چھوٹا سا گھر بنانے کے لئے کافی ہوگا۔

لیکن اِس جوان پر افسوس ہے جو ان سو ڈالروں کو کم و بیش شراب خوری تمباکو نوشی تماشہ گاہوں اور گھوڑ دوڑوں میں ہر سال خرچ کردیتا ہے اور افسوس ہے اُسپر جو اُس کی جورو ہو۔

پس میں تاکید کے ساتھ ہر جوان سے کہتا ہوں کہ جورو کے ملنے سے پیشتر اپنا گھر بنانے کی کوشش کرو شاید تم صورت شکل میں بھدے اور سادہ ہو۔ لیکن اگر دل کے اچھے ہو۔ اور اسقدر محنتی اور کفایت شعار ہو کہ گھر بنانے کے لئے کافی روپیہ جمع کرلیا ہے تو بہت سی نیک اور صاف دل لڑکیاں تمکو اُس بانکے چھبیلے کی نسبت زیادہ پسند کرینگی جو خود پسند دنیادار شرابی اور تمباکو پینے والا ہے اور اپنی ساری کمائی کو خرچ کردیتا ہے۔

خدا کے مطالبے اور انکی غرض

پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمسے کریں (یا تمہارے ساتھ کریں) ویسا ہی تم بھی ان کے ساتھ کرو کیونکہ توریت اور نبیوں کا خلاصہ یہی ہے۔ متی ۷: ۱۲

یہاں پر خدا کے مطالبوں کا جنکو وہ تاخیر میں ڈالتا رہتا ہے خلاصہ پایا جاتا ہے۔ یہاں پر خدا کے مطالبے ہمارے طبعی اور روحی تقاضے تبلائے جاتے ہیں۔ خدا ہمسے کوئی غیر اور اجنبی اور نامعلوم مطالبے طلب نہیں کرتا ہے اور نہ ایسے مطالبے جنسے ہماری طبیعت اور نیچر کو لگاؤ نہ ہو۔ پر خدا جو ہمسے طلب فرماتا ہے اُسے اس نے ہماری فطرت میں چھپا رکھا تھا اور جو کچھ ہماری فطرت کے تقاضے ہیں انہیں کی تکمیل ہمسے طلب کی جاتی ہے۔

حالتِ سرفرازی اور اقبالمندی میں جو کچھ ہم دوسروں سے طلب کرتے ہیں۔

حالت مفلسی اور تنگدستی میں جو کچھ ہم دوسروں سے طلب کرتے ہیں۔

حالت بیماری میں اور دکھ میں جو کچھ ہم دوسروں سے طلب کرتے ہیں۔

خادم ہوکر جو کچھ مخدوموں سے طلب کرتے ہیں۔

مخدوم ہوکر جو کچھ خادموں سے چاہتے ہیں۔

رنج و غم کی حالت میں جو کچھ ہم دوسروں سے خواہش رکھتے ہیں۔ وغیرہ

خدا یہی چاہتا ہے اور یہی طلب کرتا ہے کہ ہم بھی دوسروں سے ویسا ہی کریں۔ تو جو دوسروں سے عزت چاہتا ہے تو جو دوسروں سے فرمانبرداری چاہتا ہے تو جو دوسروں سے اپنا اعتبار اور بھروسہ طلب کرتا ہے تو جو دوسروں سے خوش سلوکی کی امید رکھتا ہے تو جو دوسروں کا محبوب ہونا چاہتا ہے تو جو دوسروں سے خدمت طلب کرتا ہے تو جو دوسروں سے سچائی طلب کرتا ہے تو جو دوسروں سے ہمدردی کا طالب ہو۔ تو جو دوسروں سے امن طلب کرتا ہے اور اپنی جانکی سلامتی کا خواہشمند ہے وغیرہ خدا کا تجھ سے مطالبہ اور کچھ نہیں مگر یہ کہ تو بھی ایسا کر۔ دوسروں کے لئے تو بھی ان مطالبوں کو پورا کر۔

اگر تجھے یہ عرفان نہیں اور اگر تو اپنے طبعی مطالبوں کو نہیں جانتا اور اگر تجھے حق اور ناحق کا ابتک امتیاز نہیں تو خدا تجھے دعوت دیتا ہے کہ

خداوند کا کلام سُن۔ یسعیاہ ۱: ۱۰

خداوند کا کلام سُن اور سمجھ متی ۱۵: ۱۰

خداوند کا کلام یسوع مسیح سے سیکھ متی ۱۱: ۲۹

یسوع مسیح کے پیچھے ہولے۔ متی ۴: ۱۹

یہاں پر ایک استاد ہے جو تیری خوب تعلیم کرسکتا ہے۔ یہاں نیز ایک معلم ہے جو تجھے حق کے مطالبے بتلاسکتا ہے۔ یہاں نیز کلامِ خدا ہے جو تیرے دل کی تاریکی کو مٹاکر الٰہی نور سے تیرے باطن کو روشن کرسکتا ہے۔ یہاں نیز

ایک راہنما ہے جو سب راہوں میں تیری ہدایت فرما سکتا ہے اور تجھے سکھلا سکتا ہے ۔ کیونکہ خدا کی تمام راستبازی کو پورا کیا جا سکتا ہے ۔ پس اب خدا کے مطلبے پورا کرنے میں تجھے کچھ عذر نہیں ۔

خدا ان مطالبوں کی ہمسے تکمیل چاہتا ہے ۔ اس نے اس لئے ہمکو حیات اور زندگی بخشی ہے کہ ہم انکو پورا کریں اور اب ہمکو کافی امتیاز حاصل ہو چکا ہے اور ان مطالبوں کو ہم تک پہنچے ہوئے عرصہ گذر گیا ۔ بعض لڑکپن سے جوان ہو گئے اور بعض جوانی سے ڈہل کر بڑھاپے کی طرف مائل ہیں اور بعض سر سفید ہو گئے ۔ کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم دیکھیں کہ باپ کی کونسی مرضی ہمنے پوری کی ہے ؟ ہمارے خداوند نے ایک تمثیل میں فرمایا کہ ایک شخص کے دو بیٹے تھے ۔ اس نے بڑے سے ایک کام کرنیکا حکم دیا لیکن اُس نے انکار کیا ۔ اور چھوٹے سے کہا کہ تو وہی کام کر اُس نے کرنے کا وعدہ تو کیا پر نہ کیا آخرکار بڑے نے اُسے انجام دیا ۔ ایسے ہی باپ کے اب بھی بہت سے فرزند ہیں جنہوں نے خدا کی مرضی پر چلنے کے وعدے تو بڑی سرگرمی سے کئے لیکن آجتک اُس کے مطالبوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا ۔ بلکہ وہ ایسی تدابیر کر رہے ہیں جس سے بائبل اور اُس کے مطالبے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دئے جائیں بہت ہیں جو طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں ۔

بہت سے خادم الدین جنہوں نے اپنی خدمات کے حصے دوسروں کو اٹھا دیئے اور آجکل خود سبکدوش ہیں خدا ان سے اُن کی شخصی خدمات طلب کرتا ہے اور وہ دوسرے نوکروں کو اُس کے روبرو پیش کر دیتے ہیں اور اُن کے عذرات بیشمار ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمکو دفتر کے کام سے فرصت نہیں ملتی ۔

الراقم

پادری غلام مسیح از دہرہ دون

عشق الٰہی ۴

میں نے تجھے بڑے ابدی عشق سے پیار کیا ۔ یرمیاہ ۳۱/۳

یہہ تمام کائنات خدا کے اُس ابدی عشق کی وجہ سے ہے ۔ جو وہ بنی آدم اور ابن آدم سے رکھتا ہے ۔ چونکہ خدا تعالیٰ بنی آدم کا عاشق ہے ۔ اس لئے اپنے معشوق کی بہتری کے واسطے جو کچھ اُس نے کرنا چاہا ہو گیا ۔ چنانچہ خداوند فرماتا ہے کہ اے یروشلم کے باشندو ۔ اور یہوداہ کے لوگو میرے اور میرے تاکستان کے بیچ آپ ہی انصاف کیجئے ۔ کہ میں اپنے تاکستان کے لئے کیا زیادہ کر سکتا جو میں نے نہ کیا ۔ یسعیاہ ۵/۴ کیا یہہ تعجب اور حیرت کا مقام نہیں کہ قدوس خدا جو کہ حسن میں بے نظیر ہے ۔ بنی آدم جیسے بدصورت کو اپنا معشوق بنا دے ۔ اور یہہ بدصورتی بنی آدم کی گناہ کی پلیدگی کے سبب سے ہے کوئی پاکدامن آدمی کسی تردامن عورت سے محبت نہیں کرتا ۔ البتہ یہہ اُس صورت میں ممکن ہو سکتا ہے ۔ اگر وہ توبہ کر کے اپنی پاکیزگی کا ثبوت دے ۔ لیکن قدوس خدا نے ہمکو ہماری پلیدگی ہی کی حالت میں پیار کیا ۔ اور تردامنی کی حالت میں ہمکو اپنا معشوق سمجھا ۔ پاک اور ناپاک کا میل ناممکن ہے ۔ اور خدا کو گناہ سے سخت نفرت ہے ۔ تو اب جسکو اُس نے اپنے ابدی عشق سے پیار کیا ۔ اور وہ گناہ سے پلید ہو کر ناپاک ہو گیا ۔ اب اُس کا ٹھکانا سوائے جہنم کے کہاں ہو سکتا ہے ۔ کیا ابدی عشق کا یہہ تقاضا ہو گا ۔ کہ اپنے ابدی معشوق کو جہنم واصل کرے ۔ اور اُس کے بچانے کی فکر نہ کرے ۔ حقیقی عاشق تو وہی ہے جو معشوق پر اپنی جان قربان کرے ۔ کوئی شخص اس سے زیادہ محبت نہیں کر سکتا ۔ کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے ۔ اب کلام الٰہی سے یا یوں کہو کہ قانون عشق کی کتاب سے عشق الٰہی کا نتیجہ بھی صاف ظاہر ہے کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا ۔ کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا ۔ تاکہ جو اُس پر ایمان لاوے ۔ ہلاک نہ ہو ۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے ۔ چونکہ یہہ عشق ازلی و ابدی ہے ۔ عاشق ازلیت ہی میں قربان بھی ہوا ۔ مکاشفہ ۱۳/۱۹ خدا کے ازلی و ابدی عشق کا ظہور گنہگاروں کی نجات ہے ۔ لہذا الٰہی عشق ہی مسیحی ملت ہے ۔ اور یہی انجیل ہے ۔

ہمارے خداوند کی زندگی کے تمام واقعات الٰہی عشق کا ظہور ہیں ۔ ایسا عاشق جو ہمارے واسطے اپنے کو قربان کرے کیا ہم پر لازم نہیں کہ ہم اُس کے عاشق ہو دیں ؟

جبکہ اُس کے عشق کا نتیجہ یہہ ہوا ۔ کہ اُس نے محبت کے مارے اپنے آپکو قربان کیا ۔ تو کیا لازم نہیں کہ ہم بھی اسکو عشق کے درجہ تک پیار کریں ۔ وہ ہمارا معشوق ہو ۔ اور ہم اُس کے عاشق بن جائیں ۔ عاشق کا کام صلیب اٹھانا ہے ۔ محبوب کے واسطے جان دینا ہے ۔ چنانچہ اُس کا فرمان بھی یہی ہے کہ جو اپنی صلیب اٹھا کے میری پیروی نہیں کرتا ۔ میرے لائق نہیں ۔ یعنے میرا عاشق نہیں ہو سکتا حقیقی عشق کا ظہور بغیر صلیب کے ہو نہیں سکتا ۔ جبکہ خدا کے ابدی عشق کا ظہور صلیب سے ہوکر ممکن ہے ۔ محبوب کے وصال اور اُسکی خوشنودی کا یہی راستہ ہے ۔ اور وہاں تک پہنچنے کا یہی زینہ ہے ۔ یعقوب والی سیڑھی سے صرف فرشتے ہی چڑھتے اترتے تھے ۔ انسان کا اُسپر سے گذر نہ تھا ۔ مگر انسان کے واسطے محبوب کے بام کا زینہ صلیب ہے جو وصال چاہتا ہے ۔ آئے ۔ اپنے عشق کا ثبوت دیجئے

تنبیہ ۔ یاد رہے ۔ اور ہر ایک کے ذہن نشین یہہ بات ہونی چاہئے ۔ کہ مسیحیت واقعی کوئی مذہب نہیں یہہ صرف عشق الٰہی ہے ۔ کیونکہ مذہب ریت رسم ۔ اور شریعت کی آداب دانیوں کا نام ہے ۔ جیسے شرع موسوی یا ادیان غیر کی شریعتیں ۔ مثلاً روزہ ۔ نماز ۔ ختنہ ۔ وضو ۔ چوٹی زنار ۔ طریق عبادت ۔ قربانیاں ۔ یہہ سب دین و مذہب سے علاقہ رکھتی ہیں ۔ یہہ طریق خادمانہ اور غلامانہ ہے ۔ عشق و محبت سے اُن کو کچھ واسطہ نہیں ۔ محمدیوں کے ہاں



ایک روایت مذکور ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ کلیم اللہ خدا کے ہاں جا رہے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ تمازت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ راہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک درخت تلے ایک گڈریا بیٹھا ہے۔ جو اپنے حال میں مست یادِ الٰہی میں غرق خدا کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ کہ اے محبوب حق تعالیٰ اگر اس وقت تو میرے پاس آوے۔ تو میں تجھ کو بکریوں کا تازہ تازہ دودھ پلاؤں تجھے پنکھا کروں۔ تیرے پاؤں دباؤں۔ تیرے سر میں کنگھی کروں۔ تیری خدمت کروں۔ حضرت کلیم اللہ یہہ سنتے ہی غضب ناک ہوئے۔ اور اُس گڈریے کو گھڑک کر کہا کہ۔ یہہ کلمات کفر آمیز ہیں۔ اِس طرح خدائے پاک کی بےادبی ہوتی ہے۔ گڈریہ بیچارہ محبت کا مارا حیران ہو کر معافی مانگنے لگا۔ کہ معاف کیجیے۔ پھر ایسا نہ ہوگا جب حضرت خدا کے حضور پہنچے۔ تو وہاں باریابی نصیب نہ ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے اُنکو فرمایا کہ تو نے ایک بڑا نقصان کیا ہے۔ کہ میرے ایک محبوب کو میری عبادت سے روک دیا۔ یہہ بُرا کیا۔ پھر فرمایا ؎

موسیا آداب داناں دیگر اند
سوختہ جاناں رواناں دیگر اند

ہمارے محبوب المسیح نے ہمکو کسی طرح کی آداب دانی نہیں سکھلائی۔ اُس نے ہمکو اپنی زندگی اور اپنے کاموں سے۔ اپنے کلام و تعلیم سے عشق ہی سکھلا دیا ہے عشق طاقت میں عبادتوں کی تمام قوت سے قدرت والا ہے۔ یہاں تک عشق موت سے زبردست ہے۔ اور اُسپر غالب ہے۔ وہ عشق ہی ہے۔ جسکی وجہ سے شہدا یعنے عاشقانِ اللہ دنیا کی تواریخ کے آسمان پر تاروں کی مانند چمک رہے ہیں۔ الٰہی عشق اور محبت کا جسقدر کلام میں تذکرہ ہے۔ دنیا کسی اور حقیقت کا نہیں۔ المسیح کی تمام زندگی الٰہی عشق کا ظہور ہے۔ ذیل کی آیات کلام میں ملاحظہ فرمائیے۔

عشق۔ غزل ۸/۱، ۶/۵، ۷/۶، ۸/۶ ؛

ابدی پیار۔ یرمیاہ ۳/۳۱ ہوسیع ۴/۱۴ ملاکی ۲/۱۔

خدا سے عشق۔ مرقس ۳۰/۱۲ اعمال ۱۸/۱۵ یوحنا ۲۱/۱۵ و ۱۶/۵

عشق کا کام۔ امثال ۱۲/۸ الٰہی عشق کا نتیجہ ہماری نسبت بھی ہوا۔

محبت کی خوبیاں۔ ۱ قرنتی ۱۳ باب

محبوب کی خواہش۔ یوحنا ۲۱ باب آیت ۱۵ سے

حقیقی عشق کا مدعا یہہ ہے کہ محبوب کے ساتھ محب ایک ہو جاوے۔ چنانچہ یہہ عشق ہی کی طفیل ہے۔ کہ خدا نے مسیح میں ہو کر ہمکو اپنے ساتھ ملا لیا چنانچہ ہمارا خداوند اپنے آخری ایام میں فرماتا ہے کہ اے باپ جسطرح ہم ایک ہیں۔ یہہ بھی ہمارے ساتھ ایک ہوں۔ جب ہم اسطرح خدا میں مل جاتے ہیں۔ اسوقت خدا کی ابدی محبت کے راز کا انکشاف ہم پر ہوتا ہے۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

یہی حقیقی تصوف ہے جو المسیح نے ہمکو سکھلایا ہے مسیح کے عشق میں غرق ہو کر ہم اللہ میں غرق ہوتے ہیں جب اس درجہ تک پہنچتا ہے۔ تو عشق کا مدعا پورا ہو جاتا ہے یعنے عشق ایک آگ ہے۔ جو سوائے محبوب کے سب کچھ بھسم کر دیتا ہے۔ رسول فرماتا ہے کہ میں مر گیا۔ اور مسیح مجھ میں زندہ ہو گیا۔ اسی درجہ تک پہنچکر ہر ایک عاشق زمسیح، رسول کے ہمزبان ہو کر کہتا ہے کہ کون ہمکو خدا کی اس محبت (عشق) سے جو یسوع مسیح میں ہے۔ جدا کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ شمشیر کی کاٹیں بھی اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ لیکن یہہ درجہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ وہ جیتے جی مر نہ جاوے۔ ہمارے درمیان کتنے مسیحی ہوں گے۔ جنہوں نے اس درجہ کو حاصل کیا ہے۔ محبوب کا فرمان ہے کہ بلائے ہوئے بہت پر برگزیدہ تھوڑے ہیں۔

تو از کجا و امید وصال از کجا
دامنش نرسد دست ہر گدا حافظ

اب چونکہ المسیح نے جو اللہ کی صورت اور اُسکی ماہیت کا نقش ہے الٰہی ابدی عشق کا ثبوت اپنی جان دیکر اور ہماری جان بچاکر دیا ہے۔ کہ ہم ناپاکی سے پاک ہو کر جرم و خطا سے چھوٹ کر پاک دامن کنواری کی مانند ہو جاویں۔ تاکہ حقیقی محبوب کے لائق ہو جاویں۔ سو یہی ہمارا حقیقی محبوب۔ حقیقی معبود۔ اور رب ہے۔ جس نے اپنے عجیب عشق سے ہمارے دلوں کو تسخیر کیا ہے ؎

گر کسے آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست
گفتم آنکس کہ ربودہ دل دیوانۂ ما

عاشق کو سوائے محبوب کے اور کسی چیز سے غرض نہیں ہوتی۔ لہٰذا المسیح کے عاشق کو سوائے المسیح کے کسی اور شے سے واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ اُسکو نہ بہشت کی خواہش نہ دوزخ کا خوف رکھنا چاہئے ؎

دوزخ سے کچھ نہ کام نہ جنت سے کچھ غرض
جائینگے ہم اُدھر کو جدھر یار لے چلے

کیونکہ جہاں محبوب ہے۔ وہیں بہشت۔ چنانچہ زبور نویس بھی کہتا ہے۔ کہ تیرے حضور خوشیوں سے بھری ہے۔ اور خداوند فرماتا ہے۔ کہ جہاں میں ہوں وہاں تم بھی ہوگے ؛

لیکن یہہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ عشق میں صلیب ضروری بلکہ لازمی ہے۔ بغیر اِس کے ہم محبوب کے منظورِ نظر نہیں ہو سکتے فرمانِ المسیح۔ جو اپنی صلیب اُٹھاکر میری پیروی نہیں کرتا۔ میرے لائق نہیں۔ اپنی جان سے دشمنی کرنا ہے محبوب سے محبت کا ثبوت ہے

جے تینوں پریم کھیڈن دا چاء
سر رکھ تلی گلی میری آ

از خیالات

واعظ

مکرمی اڈیٹر صاحب نور افشان

تسلیم۔ آپ کے اخبار مطبوعہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء میں مسٹر آر۔ آر وہائٹ صاحب کا ایک مضمون ٹورنمنٹ ضلع لودیانہ کے متعلق درج ہے میں نہایت ادب کے ساتھ التماس کرتا ہوں کہ یہہ امر اصول اخبار نویسی کے برخلاف ہو کہ جب ایک مباحثہ دوسری انگریزی اخبار میں چھپ رہا ہو۔ اور تا حال اس کا کبھی فیصلہ نہیں ہوا اس اخبار کے جواب سے عاجز آکر اپنا مضمون ایک اردو اخبار میں چھپوایا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے مسٹر وہائٹ ایک دینی پرچہ کے دامن عافیت میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔

اگر اڈیٹر صاحب و ناظرین اخبار ٹریبیون مطبوعہ ۲ و ۷ و ۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء کا ملاحظہ فرما دیں گے تو آپ کو ثابت ہو جاویگا کہ مسٹر وہائٹ صاحب کے مضمون کا اخبار نور افشان میں درج کرانے کا موقعہ ہی نہیں مگر چونکہ آپ نے مغالطہ کھایا۔ اب انصاف یہہ ہو کہ مسٹر وہائٹ صاحب کے اعتراضوں کا جواب بھی راقم کیطرف سے آپ اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر شایع کریں کارسپانڈنٹ ٹریبیون نے روزانہ اخبار ٹریبیون مطبوعہ ۲ جنوری ۱۹۰۶ء میں فقط یہہ لکھا ہے کہ دو ڈگو دو میں زیادہ انعام طلبا گورنمنٹ لیگئے۔ کوئی اتہام مشن سکول پر نہیں لگایا۔ وہائٹ صاحب نے بجواب کارسپانڈنٹ ٹریبیون اپنا جواب اسی اخبار میں ۷ جنوری ۱۹۰۶ء کو شایع کیا۔ اور کارسپانڈنٹ ٹریبیون نے اس کا جواب الجواب پرچہ مطبوعہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء میں شایع کیا مسٹر وہائٹ نے کوئی جواب کارسپانڈنٹ ٹریبیون کے تحریر کا تو نہ دیا۔ گویا اپنی غلطی کو تسلیم کرکے ہمارے تحریر کے قایل ہوئے۔

ناظرین نور افشان کی غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے میرا فرض ہے کہ مسٹر وہائٹ کے مضمون مندرجہ اخبار نور افشان مطبوعہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کا جواب لکھوں میں ٹورنمنٹ کے اس امر کو بھی ظاہر کرتا ہوں کہ گورنمنٹ سکول کے طلبا نے مبلغ ۵۲ روپیہ انعام حاصل کیا اور مشن سکول نے صرف ۲۶ روپیہ انعام پایا اس صورت میں اگر کارسپانڈنٹ ٹریبیون نے یہہ شایع کیا تو کیا غلط لکھا۔ میں نہیں جانتا کہ مسٹر وہائٹ کیوں ایسے ناراض ہو گئے مجھے آنکی ناراضی کی صرف ایک ہی بات معلوم ہوتی ہے کہ مسٹر وہائٹ صاحب جلسہ ٹورنامنٹ میں کسی صاحب سے ناراض ہو کر عین تقسیم انعام کیوقت غصہ میں بھرے ہوئے چلے آئے تھے۔ شاید وہ غصہ کارسپانڈنٹ ٹریبیون پر نکالنا چاہتے ہیں۔ کارسپانڈنٹ ٹریبیون اُن کا ماتحت نہیں جو اُن کے غصہ کی برداشت کرے ؛

راقم مسٹر۔ رلیارام۔ از لودیانہ

ایک مذہبی ٹھیک فیصلہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

چنانچہ چالیسویں زبور کی ۷ سے ۱۱ آیت تک اسکی روح نے داؤد کی زبانی اپنی تشریف آوری کی خبر دی تھی کہ تب میں نے کہا دیکھ میں آتا ہوں کتاب کے دفتر میں میرے حق میں لکھا ہے۔ اے میرے خدا میں تیری مرضی بجا لانے پر خوش ہوں تیری شریعت تو میرے دل کے بیچ ہے" اُس نے خدا کی شریعت کے تابع ہو کر اسکو پورا اور کامل کیا اور پاک اور بے عیب زندگی بسر کرکے گنہگاروں کے واسطے اپنی جان تک دریغ نکی اور خدا کی محبت کا جو انسانوں کیواسطے تھی پورا ثبوت دیدیا اور یوں خدا کی مرضی بجا لایا اور اپنے جی اٹھنے کے بعد خدا کا بیٹا ثابت ہوا۔ تاکہ جو کوئی اسپر ایمان لاوے اس کے نام سے زندگی پاوے اور خدا کی روح سے جو ایمانداروں کو انعام ملتا ہے پاکیزہ بنتا جاوے جو پیاسا ہو وہ آوے اور جو کوئی چاہے آب حیات مفت لے" مبارک وہ ہیں جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہونگے ؛ (میر عالم)

ابتدائے بدی

دنیا میں انواع و اقسام کی تاثیرات اور قسم قسم کے راز اور مخفی بھید ہیں جنکی اصلیت انسان پر باوجود اس قدر صاحب علم و عقل ہونے کے اب تک نہیں کھلی اور عالم موجودات میں ہزارہا عقیدے لاحل ہیں جنکو انسانی عقل و دانائی پہنچ نہیں سکتی۔ بڑے بڑے عالم نہیں بتا سکتے کہ کشش الیکٹریسٹی اور اٹریکشن آف گریویٹیشن کیا ہے۔ پر یہہ تاثیریں موجود ہیں اور اُن کے نتیجے نظر آتے ہیں مگر اس بات کا علم کس کو ہے کیونکر یہہ بنے اور کسطرح اُن کی تاثیرات کا اثر شروع ہوا۔ اسی طرح سے بقول سپرجن صاحب آدمزاد میں ایک تاثیر یا جذبہ ہے جسکو بدی کہتے ہیں جسکی تاثیر ہر ایک جگہ پائی جاتی ہیں اور کوئی اسکو جان نہیں سکتا ہو اگر خدا خود نہ بتا دیتا کہ بطور ورثے کے والدین سے نسلاً بعد نسلاً چلی آتی ہے اور ہمارے اول والد بابا آدم اور اول ماں اماں حوا کے حکم عدولی کے سبب سے بطور نتیجے کے صادر ہوئی ہے افسوس کے بعض مذہبی کتابیں یہہ تعلیم دیتی ہیں کہ بدی کا بانی خود خدا ہے اور جو کچھ نیک یا بد ہوتا ہے اُسی کے حکم سے ہوتا ہے یہہ بالکل نعوذ باللہ خدا پاک پر بہتان لگانا ہے پر کلام اللہ اسکو صاف ظاہر کر دیتا ہے کہ گناہ کا مرتکب اول ایک فرشتہ تھا جس کے بہکانے سے آدم بھی گناہ کا مرتکب بن گیا اور اس کی اولاد میں گناہ موروثی ہو گیا۔ اور اب دنیا میں زہر کی طرح پھیل گیا جسکے سبب زمین لعنتی ہو گئی اور تمام معاملہ انسانوں کا بگڑ گیا۔ پر شکر ہزار شکر کہ خدا نے گناہ کے نیست کرنے والا جس نے شیطان کے سر کو کچل ڈالا اس دنیا میں ظاہر کر دیا اور اُس کے وسیلے سے بنی آدم کا برا حال بدلکر بہتر بن سکتا ہو۔ کاشکہ تمام دنیا کے لوگ اُس مخلص پر ایمان لاویں اور نجات کو مفت حاصل کریں کیونکہ خدا نے انجیل مقدس میں مژدہ نجات بخش کا اعلان دیا ہو کہ جو کوئی اس پر ایمان لاوے وہ ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ



کی زندگی پاوے ۔ راقم جے ۔ ایس

جناب اڈیٹر صاحب

برائے مہربانی ان چار سطور کو اپنے اخبار کے ایک گوشے میں چھاپ دیں۔

نافرمان بلاد پشت

زمانہ نے ایسا پلٹا کھایا ہے۔ کہ چاروں طرف والدین کی شکائتیں ہو رہی ہیں کہ ہمارا لڑکا نہایت ہی نافرمان ہے۔ موجودہ پشت ایسے طریق پر چلتی ہے۔ کہ ماں باپ کا لحاظ نہیں کرتے۔ خواہشوں اور صحبتوں میں بیچان و غلطان ہمیشہ رہتے ہیں اور ایسا گھمنڈ کرتے ہیں۔ کہ ہمارا والی کوئی نہیں ہے۔ اور وہ نہ تو بزرگوں کی عزت کرتے اور نہ والدین کی عزت کرتے ہیں۔ اگر کوئی اُن کو نصیحت کرتا ہے۔ تو بجائے ماننے کے انکو بیوقوف خیال کرتے ہیں۔ آجکل کے لڑکے ایسے ہیں۔ کہ گھر سے چیزیں چرا لاتے ہیں۔ اور زنا و شراب خوری میں لٹا دیتے ہیں۔ جوا تو اُن کے ہاتھ کا کرتب ہے۔ اور سب کچھ اُسمیں لٹا دیتے ہیں۔ جو جائداد والدین نے جمع کی تھی وہ سب کچھ لٹا دیتے ہیں اُن کی بابت سلیمان فرماتا ہے۔ وہ جو اپنے ماں باپ کو لوٹتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ یہہ گناہ نہیں۔ وہ غارتگر کا بھائی ہے۔ امثال ۲۸ باب ۲۴ یہہ کیسا راست کلام ہے اور تجربہ اس کا شاہد ہے۔ کہ وہ اپنے والدین کو لوٹتے ہیں جب گھر میں کچھ نہیں رہتا تو چوری کرتے ہیں۔ تو رفتہ رفتہ چوری کا خاصہ ہو جاتا ہے اگر چوری کرتے ہوئے پکڑا جائے تو جیل خانے کی ہوا کھاتے۔ ایسے لڑکوں پر افسوس جو اپنے والدین کی بات نہیں مانتے۔ وہ اس مثل کے مصداق ہوتے ہیں ؎

جو نہ مانے بڑوں کی سیکھ
ٹھیکرا لیکر مانگے بیکھ

اول۔ وہ پشت ہے جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرتے ہیں۔ یہہ وہی والدین ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کی پرورش کی اور اُن کے دکھہ میں اُن کی دوا معالجہ کی اور یہہ بجائے مدد کرنے کے والدین پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان کی بابت سلیمان فرماتا ہے۔ کہ ایک پشت ایسی ہے۔ جو اپنے والدین پر لعنت کرتے ہیں۔ اور اُن کو مبارک نہیں کہتے۔ امثال ۳۰ باب ۱۱ آیت ۔ علاوہ اس کے توریت شریعت میں فرماتا ہے۔ وہ جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرتا ہے وہ البتہ مار ڈالا جاوے۔ خروج ۲۱ باب ۱۷ آیت بمقابلہ مرقس ۷ باب ۱۰ آیت اے پشت یاد رکھ کہ اگر تو اپنے والدین پر لعنت کریگی۔ تو البتہ تو مار ڈالی جاویگی بلکہ دوزخ میں ڈالی جاویگی

دوم۔ ایک پشت ہے جو اپنے ماں باپ کی تحقیر کرتی ہے کئی شخصوں سے نہ صرف سنا ہے بلکہ دیکھا بھی ہے۔ جب وہ علم کے ذریعہ کسی ممتاز عہدہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور اُن کے والدین غریب ہیں۔ تو لڑکے بیٹے اولاد کہتی ہے کہ یہہ بڈھا اور بوڑھی ہمارے نوکر ہیں ۔ وہ خدا کے پانچویں حکم کے برخلاف عمل کرتے ہیں ۔ والدین کی عزت کے بجائے تحقیر کرتے ہیں۔ ان کی بابت سلیمان فرماتا ہے۔ کہ ہوشیار بیٹا باپ کو خوشنود کرتا ہے۔ پر بیوقوف آدمی اپنی ماں کی تحقیر کرتا ہے امثال ۱۵ باب ۲۰ آیت۔

سوم وہ پشت ہے جو اپنے ماں باپ کی بدنامی کرتا ہے۔ اور ایسے کام کرتا ہے۔ جن سے اُن کی بدنامی ہوتی ہے۔ بیہودہ غصے میں آکر کہتے ہیں۔ کہ تو تیتھری پیدا ہوتا اور صبر کرکے رہ جاتے۔

حضرت سلیمان فرماتا ہے۔ بیدانش بیٹا اپنے باپ کے لئے ایک بلا ہے۔ اور جورو کا جھگڑا گرا ہوا ٹپکا ہوتا ہے۔

آپکا خادم
ای۔ ایس ۔ جلالپوری

چینی لونڈی

آو کے باپ نے کہا میرے پیارے بیٹے ہم تمہاری جدائی نہیں چاہتے۔ علاوہ اس کے تمہاری عمر اتنی بڑی ہے کہ اب تمکو کوئی اپنا لے پالک بھی بنا نہیں سکتا۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ سوائے اس مقصد کے لڑکوں کو کوئی نہیں خریدتا۔ نہیں۔ نہیں۔ ہمیں اپنی چھوٹی لڑکی کو ہی فروخت کرنا پڑیگا ہمارے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں"۔

اس کے چند روز بعد ایک اجنبی چھوٹی لنگ سو کو لینے کے لئے آیا اُس نے اُس کے باپ کو اس کے لئے چھہ ڈالر دیدیئے۔ اب اس کو اُس شخص کی لونڈی بننا پڑیگا۔ وہاں کوئی نہ ہوگا جسکو وہ باپ ماں یا بھائی کہہ کر پکار سکے بیچاری ماں اپنی بچی کو اُس اجنبی کے حوالہ کرنے سے انکار نہیں کرسکتی۔ جو کچھ اُس کے خاوند نے کیا یا کہا اُس کے لئے بمنزلہ اٹل قانون کے تھا۔ لیکن اس کا کلام ان کی محبت کو جو وہ اپنی ننھی بیٹی سے رکھتی تھی کم نہیں کرسکتا تھا اس لئے اُس نے لڑکی کے نئے مالک سے منت کی کہ مہربانی کرکے اسکی بیٹی کو چند منٹوں کے لئے رہنے دیجئے وہ اپنی ننھی کو بزرگوں کے تھان کے پاس لے گئی اور وہاں دونوں نے گھٹنے ٹیکے۔ ان نے مردوں کی روح سے جسکی نسبت اُس کا خیال تھا کہ اس تھان میں موجود ہے منت کی کہ وہ اُسکی بیٹی کی حفاظت کرے اور اسکو ماں کے پاس پھر واپس لاوے۔ اس نے یہہ بھی منت کی کہ قحط جلد ختم ہو جاوے اور انکو دولت حاصل ہووے تاکہ وہ اپنی ننھی کو پھر واپس لے سکیں۔ پھر لنگ سو کو اجنبی کے پاس باہر لے جا کر ماں نے اپنی بیٹی کو بغل میں لیا اور مادری محبت کے جوش سے اس آخری ملاقات کے وقت زور کے ساتھ چھاتی سے لگا کر چلا اٹھی "میری لخت جگر۔ میری لخت جگر جاتی ہے"۔

چھوٹی لنگ سو اس ساری کارروائی کا مطلب

نہیں سمجھتی تھی جب اجنبی نے لے جانے کے لئے اسکو پکڑ لیا تو اس نے رہائی کے لئے بہت کشمکش کی اور چلا چلا کر ماں سے منت کی کہ مجھے اس اجنبی کے ہاتھ سے چھڑاؤ۔ باوجود تمام کشمکش اور رونے چلانے کے وہ اسکو لے ہی گیا۔ اسوقت ماں دروازہ پر کھڑی اپنے ہاتھ ملتی اور چلا چلا کر کہتی تھی "میری لخت جگر۔ میری لخت جگر"

باپ اُس اجنبی کو صرف یہہ دکھلا کر کہ لڑکی یہی ہے چلا گیا گویا وہ جدائی کے دکھ کو دیکھ اور برداشت نہیں کر سکتا لیکن دونوں لڑکوں نے جب دیکھا کہ اُن کی چھوٹی بہن اجنبی کے ہاتھ بیچ دی گئی ہے تو بہت ڈر گئے اور سوائے رونے چلانے کے اور کچھ نہ کہتے تھے چین میں باپ کو اختیار ہے کہ اپنے چھوٹے بچوں کی نسبت جو کچھ چاہے کرے۔ وہ انکو بیچ سکتا اور قتل بھی کر سکتا ہے۔ قانون کے رو سے نہ اسکو کسی قسم کی سزا مل سکتی ہے اور نہ انکو اس فعل کے لئے کوئی پوچھتا ہے۔

جب وہ شخص لنگ سو کو لے جا رہا تھا تو دونوں لڑکے بھی اُس کے ساتھ ساتھ ہو لئے اور رو رو کر اپنی چھوٹی بہن کو تسلی و تسکین دینے کی کوشش کرتے تھے۔ دونوں نے وعدہ کیا کہ ہم ہر روز مندر میں جا کر بارش کے لئے دعا مانگا کریں گے تاکہ والد کو کام ملے اور وہ تمہیں واپس لے سکے۔ انہوں نے یہہ بھی وعدہ کیا کہ اگر تم پہلے واپس نہ لائی گئی تو جس وقت ہم کمانے کے لائق ہوں گے تو تمہیں آپ ہی خرید لیں گے اور پھر تم ہمیشہ ہمارے ساتھ اور والدہ کے ہمراہ رہو گی اور اگر قحط بھی پڑ جاوے تو تمہیں نہیں بیچیں گے بلکہ اگر فاقہ سے بھی مرنا پڑے تو اکٹھے ہی مریں گے۔

چلتے چلتے جب گانوں سے کچھ دور نکل گئے تو وہ شخص جس نے ابتک لڑکوں سے بہت کچھ نہیں کہا تھا۔ غصہ سے بھر کر کہنے لگا "اگر تم فوراً گھر کو نہ لوٹ جاؤ گے اور میری لونڈی کو دق کرو گے تو میں سخت سزا دونگا۔ اس طرح اُس نے اُن کو مجبور کیا کہ وہ واپس چلے جاویں جب بیچاری

لڑکی نے دیکھا کہ اب وہ اکیلی تن تنہا اس اجنبی کے ہاتھ میں چھوڑ دی گئی ہے تو یہاں تک زور زور سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہ گویا اس کا دل پھٹ گیا ہے۔ اُس نے بھائیوں کو پکار پکار کر منت کی کہ مجھ کو اکیلی نہ چھوڑ جاؤ بلکہ ماں کے پاس واپس لے چلو۔ مالک نے اسکو تسلی و تسکین کے بجائے کئی بار اُس کے منہ پر تھپیڑ مارے اور کہا کہ "چپ رہو ورنہ مار مار کر جان ہی نکال دونگا" ڈر کے مارے لڑکی سہم گئی اور چپ رہنے کی کوشش کی مگر اسکی ہچکی بند نہیں ہو سکتی تھی اگرچہ وہ اپنے تئیں بہت روک سکتی تھی مگر تو بھی کبھی کبھی اسکی چیخ سی نکل ہی جاتی تھی۔

ایک دو میل چلکر وہ شخص ایک اور گانوں کے پاس پہنچا جو دریا کے کنارے پر واقع تھا۔ یہاں دریا کے اوپر کی طرف جانے کے لئے ایک کشتی موجود تھی۔ اس میں لنگ سو اور وہ شخص سوار ہو گئے۔ اور ملاحوں نے فوراً کشتی چھوڑ دی۔ اسوقت ہوا بند تھی۔ ملاحوں کو کشتی دریا کی دھار کے برعکس اوپر کی طرف لے جانی تھی۔ ملاح تمام دن آہستہ آہستہ کشتی کو اوپر کی طرف کھینچتے رہے۔ راستے میں کہیں کہیں آرام کرنے یا کھانے کے لئے ٹھہر جاتے تھے۔ جب رات پڑ گئی کشتی کا لنگر دریا میں ڈال دیا اور کشتی کو دریا کے بیچ میں ہی ٹھہرا کر ملاح اور لنگ سو کا مالک سو گئے ؎

کشتی پر ایک بڑھیا بھی تھی۔ جس نے ملاحوں کی منت کر کے کشتی میں سوار ہونے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ لنگ سو کے مالک نے لنگ سو کو اس عورت کے سپرد کر دیا تھا۔ اُس نے اسکو تسلی دینے اور رونے سے ہٹا کر ادھر اُدھر کی باتوں میں لگانے کی کوشش کی مگر لڑکی بار بار یہی چلاتی تھی کہ "میں ماں کے پاس جانا چاہتی ہوں" جب رات ہو گئی تو لڑکی نے جو روتے روتے تھک گئی تھی اپنا سر مہربان بڑھیا کی گود میں رکھدیا اور سو گئی۔

اگلے روز بہت تڑکے ملاحوں نے جو کشتی کا لنگر اٹھا کر آگے لے جانا چاہتے تھے لنگ سو کو جگا دیا۔ اٹھکر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی اور ماں! ماں!! کہہ کر رونے لگی بڑھیا بھی جو رات بھر اسپر بہت مہربان رہی اب جاگ اٹھی اور لڑکی کو چپ کرانے کی کوشش کرنے لگی۔ آہستہ آہستہ اسکو کسی قدر کامیابی ہوئی اور لنگ سو سو چم کی (یہہ اس بوڑھیا کا نام تھا) باتوں کو جب اس نے پوچھا کہ تمہاری ماں کون اور کہاں رہتی ہے؟ سننے کو متوجہ ہوئی۔

لڑکی بولی "کیا تم میری ماں کو نہیں جانتی ہو" میں اسکو جانتی ہوں۔ وہ میری ماں ہے۔ وہ بینگ کی ماں ہے اور وہ آؤ کی بھی ماں ہے۔ وہ گھر میں رہتی ہے۔ کیا تم مجھکو اُس کے پاس لے چلو گی میں اس برے آدمی کے ساتھ جانا نہیں چاہتی ہوں اُس نے مجھے مارا ہے؎

ناتمام

ایچ۔ پی۔ ڈی

رسید زر

مسٹر بی۔ ایل۔ دت ترن تارن ۱ر
دی فیجر مشن ریڈنگ روم گورداسپور ۱ر۱۲
پادری ڈبلیو جی ہیراگر میرٹھ بابت اشتہار عہ
مسٹر گوپی چند۔ غازی آباد بابت ۱۹۱۵ء عہ
مسٹر جان سوداگر لائلپور ۱ر۱۲
بابو دلس۔ پٹھانکوٹ ۱ر۸
مسٹر جی۔ سموئیل صوبہ دار سکندر آباد۔ دکھن ۱ر۸
پادری احمد شاہ ۱ر۸
مسٹر کالیداس شوجی بھروچ ۱ر۱۲
مشنری انچارج موریوین مشن لیہ لداخ۔ کشمیر ۱ر۸
ڈاکٹر خیر الدین۔ ڈیرہ غازیخان ۱ر۱۲
مسٹر جی۔ ونیشیرا۔ سی۔ ایم۔ ایس۔ گورکھپور ۱ر۸



اخبار تحفہ سرحد بنوں

یہہ اخبار ہر جمعرات کو آٹھ بڑے صفحوں پر مشن پریس بنوں سے چھپ کر شائع ہوتا ہے۔ صوبہ سرحدی میں سب سے پرانا اخبار یہی ہے۔ اس میں مذہبی اخلاقی تواریخی اور سوانحی (باتصویر) مضامین۔ کتابوں پر ریویو۔ مفید اور دلچسپ نظمیں۔ بچوں کے لئے کہانی۔ لوکل و سرحد کے مفصل واقعات اور ادھر ادھر کی خبریں۔ غرض ہر مذاق کی خبریں درج کی جاتی ہیں۔ اور ہر مسیحی کا فرض ہے کہ قلمی درمی تحفہ سرحد کی مدد کرے ؛

جو صاحب خریداری کا قصد فرمائیں سالانہ قیمت عہ (معہ محصول ڈاک) بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں اور یا پہلا پرچہ بذریعہ وی پی طلب کریں۔ نمونے کے تین پرچے مفت ارسال ہوں گے۔ جو صاحب چار خریدار بہم پہنچائیں اُنہیں سال بھر اخبار مفت نذر ہوگا۔ خط وکتابت مندرجہ ذیل پتہ پر ہو :-

منیجر اخبار تحفہ سرحد بنوں (صوبہ شمالی مغربی سرحدی)

ایک ضروری التماس ۔ گذشتہ ہفتہ کے اور اس ہفتہ کے پرچوں میں دو مخالفانہ مضامین شائع ہوئے ہیں ہماری دانست میں وہ فائدہ مند مباحثہ نہیں ہے۔ اس لئے نامہ نگاران مضامین مذکورہ سے التماس ہے کہ آئندہ کو اس قسم کے مخالفانہ مضامین کے شائع کرنے سے ہمیں معذور رکھیں۔ ناحق بحث کو طول دینا فائدہ مند نہیں ہے۔ ہم کسی کی نسبت رائے دینا نہیں چاہتے مگر اتنا ضرور کہتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک تو بالضرور راستی پر ہے۔ فیصلہ ناظرین خود کرسکتے ہیں ؛

المتمس

ایڈیٹر اخبار نورافشان

پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکمتانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کرسکتا ہے جس کسی کو چاہئے مینجنگ ڈائرکٹر صاحب خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دیں گے ؛

درخواست کی جاتی ہے کہ جو صاحب اس فنڈ میں شریک ہوں ان دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک مینجنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ما

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " ما " ے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ما	ہر	ے
چوتھائی کالم	ہر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	لعہ
پورا کالم	عہ	لعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لمہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے لئے فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ

" " " " معہ محصول عہر

" سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ربڑ کے تار سے سستے اعلےٰ درجے کے چھاپے

(۱) فیورٹ ربڑ پرنٹنگ اوٹ فٹ نمبر ۲ معہ کل سامان قیمت عہ

(۲) فیورٹ " " " نمبر ۲ " " " ما

(۳) آفس " " " معہ سیلف انکنگ پیڈ و کل سامان للعہ

(۴) تاریخ چھاپنے کی مشین کلاں ذرنی عرصہ دراز تک کام آوے صہ

(۵) تاریخ " " " دس سال تک کام آئیگی عہر

(۶) نمبر لگانے والی مشین دس لاکھ چھاپتی ہے قیمت ما

(۷) اسٹنسل ڈپلیکیٹر جس سے نوٹس لوڈسائن بورڈ سنڈے سکول کی تصویر و کے ہیڈنگ نفاست سے چھپ سکتے ہیں معہ گدی سیاہی برش وغیرہ قیمت ما

سلیم اللہ خان اینڈ کمپنی ربڑ سٹمپ مینوفیکچررس حسن گیٹ لاہور

ہمیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم کبابے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص ہیرے فی ماشہ مبلغ [illegible] روپیہ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ہیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے میری شخصی تحقیقات میں مفید ہوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بطور اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا بہت جانا۔ دھند سوزش سرخی حجاب کو کم کر دیتے ہیں۔ جلن اور کمزوری نظر ناخنہ بڑھا اور لیندل جھلی کا ختم دوران سے بچگان چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر بیماری شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ ہر ایک شخص کے لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ہیرے کا سرمہ ضرور مفید ہے۔ سالقم ڈاکٹر ایم۔ بی۔ سانگلی صاحب بہادر ایم ڈی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی اڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ہیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی بابت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی جس کی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور ہے کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اور اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ان میں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ بھی نہیں ڈال سکتی تھی ننھی اولاد نیشا کو جو اس سے پہلے گزر کئے علاوہ رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ استعمال کیا تو نتیجہ یہہ ہوا کہ اس کو مرض مذکور سے صحت کلی پائی۔ سالقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

۳۔ میں نے ہیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور ہیں چار ہفتے تک استعمال کرکے دیکھا۔ مفید پایا۔ میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندلا پن کمزوری نظر ہو یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ سالقم ڈاکٹر بیج لال گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہہ ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ہیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ سالقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب ۲۵ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے۔

پادری آر۔ ڈی۔ ٹریسیی صاحب ایڈیٹر و مینیجر نور افشاں کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ وائیلی کے اہتمام سے چھپا